قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 29 جنوری 2021ء | 15 جمادی الثانی 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:25

فرمان رسول ﷺ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ بھلا بتاؤ تو اگر کسی کے دروازے کے پاس سے نہر گزر رہی ہو اور وہ اس میں دن میں پانچ بار نہائے تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گی؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کوئی میل نہیں رہے گی۔ آپؐ نے فرمایا: یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ گناہ معاف کرتا ہے اور کمزوریاں دور کر دیتا ہے۔

(بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ الخمس کفارۃ للخطاء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

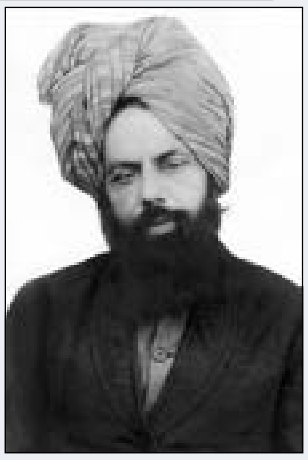

اگر سارا گھر غارت ہوتا ہے تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو

’’خدا نے اپنے قانون قدرت میں مصائب کو پانچ قسم پر منقسم کیا ہے یعنی آثار مصیبت کے جو خوف دلاتے ہیں۔ اور پھر مصیبت کے اندر قدم رکھنا اور پھر ایسی حالت جب نومیدی پیدا ہوتی ہے اور پھر زمانہ تاریک مصیبت کا۔ اور پھر صبح رحمت الٰہی کی یہ پانچ وقت ہیں جن کا نمونہ پانچ نمازیں ہیں‘‘۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد نمبر 21 صفحہ نمبر 422)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ بڑے درد کے ساتھ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ **اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔** وہ کافر اور منافق ہیں جو کہ نماز کو منحوس کہتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ نماز کے شروع کرنے سے ہمارا فلاں فلاں نقصان ہوا ہے۔ نماز ہرگز خدا کے غضب کا ذریعہ نہیں ہے۔ جو اسے منحوس کہتے ہیں ان کے اندر خود زہر ہے۔ جیسے بیمار کو شیرینی کڑوی لگتی ہے ویسے ہی ان کو نماز کا مزا نہیں آتا۔ یہ دین کو درست کرتی ہے۔ اخلاق کو درست کرتی ہے۔ دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے اور لذات جسمانی کے لئے ہزاروں خرچ ہوتے ہیں اور پھر ان کا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں اور یہ مفت کا بہشت ہے جو اسے ملتا ہے۔ قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے۔ ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی لذت ہے۔ نماز خواہ مخواہ کا ٹیکس نہیں ہے بلکہ عبودیت کو ربوبیت سے ایک ابدی تعلق اور کشش ہے۔ اس رشتہ کو قائم رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے نماز بنائی ہے۔ اور اس میں ایک لذت رکھ دی ہے۔ جس سے یہ تعلق قائم رہتا ہے۔ جیسے لڑکے اور لڑکی کی جب شادی ہوتی ہے اگر ان کے ملاپ میں ایک لذت نہ ہو تو فساد ہوتا ہے۔ ایسا ہی اگر نماز میں لذت نہ ہو تو وہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ دروازہ بند کر کے دعا کرنی چاہئے کہ وہ رشتہ قائم رہے اور لذت پیدا ہو جو تعلق عبودیت کا ربوبیت سے ہے وہ بہت گہرا اور انوار سے پُر ہے جس کی تفصیل نہیں ہو سکتی۔ جب وہ نہیں ہے تب تک انسان بہائم ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 591-592، ایڈیشن 1988ء)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا (النساء:104)

ترجمہ: یقیناً نماز مومنوں پر ایک وقت مقررہ کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس یہ وہ معیار ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے والوں کا اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا اور آپؑ نے اس کی وضاحت فرمائی۔ جس کے حصول کے لئے، جس کے قائم رکھنے کے لئے اور نہ صرف اپنے اندر قائم رکھنے کے لئے بلکہ اپنے بیوی بچوں اور اپنے ماحول میں بھی قائم رکھنے کے لئے ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔ اور اس کے حصول کے لئے وہ طریق اپنانے ہوں گے جن کے بارے میں قرآن کریم نے ہمیں بتایا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے وہ اسلوب سیکھنے ہوں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں سکھائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تزکیۂ نفس کے لئے، برائیوں سے بچنے کے لئے نماز کو ایک بہت بڑا ذریعہ قرار دیا ہے جیسا کہ جو آیت میں نے ابھی تلاوت کی ہے اس میں وہ فرماتا ہے کہ اُتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنَ الۡکِتٰبِ کہ جو کتاب میں سے تیری طرف وحی کیا جاتا ہے اسے پڑھ۔ اور نہ صرف پڑھ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنَ الۡکِتٰبِ جو کتاب میں سے تیری طرف وحی کیا جاتا ہے اسے پڑھ اور پڑھ کر سنا۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اور نماز کو قائم کر۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ یقیناً نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے وَلَذِکۡرُ اللّٰہِ اَکۡبَرُ اور اللہ کا ذکر یقیناً سب ذکروں سے بڑا ہے۔ وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تَصۡنَعُوۡنَ اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

اس آیت میں جیسا کہ ہم نے ترجمہ میں دیکھا کہ جہاں تلاوت کرنے کا حکم ہے، اس پیغام کو پہنچانے کا حکم ہے وہاں ساتھ ہی فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ کہ نماز قائم کر کیونکہ اس کو تمام لوازمات کے ساتھ قائم کرنا اور خالص ہو کر پڑھنا، پاک کرنے کا ذریعہ بنے گا۔ یہ قرآن جو تزکیہ کرنے کی تعلیم سے پُر ہے اس پر عمل کرنے کی توفیق خدا کی مدد سے ملے گی۔ پس جب ایک مومن بندہ خالص ہو کر اس کے آگے جھکے گا اور اس پر اس تعلیم کا اثر ہو گا اور برائیوں سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہو گا اور پھر خالص ہو کر ادا کی گئی نمازیں بعد میں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زبانوں کو تر رکھنے کی طرف توجہ دلائیں گی تو ایسا شخص یقیناً اپنے نفس کا تزکیہ کرنے والا ہو گا۔

پس نماز کی طرف توجہ ہر احمدی کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ لیکن کس طرح؟ کیا صرف ایک دو نمازیں؟ نہیں، بلکہ پانچ وقت کی نمازیں۔ اگر یہ نہیں تو عبادت کے معیار حاصل کرنے کا ابھی بہت لمبا سفر طے کرنا ہے۔ پہلوں سے ملنے کے لئے ابھی بہت محنت کی ضرورت ہے۔ پانچ فرض نمازیں تو وہ سنگ میل ہے جہاں سے معیاروں کے حصول کا سفر شروع ہونا ہے۔ پانچ نمازیں تو نیکی کا وہ بیج ہے جس نے پھلدار درخت بننا ہے۔

(خطبہ جمعہ 15 فروری 2008ء بحوالہ الاسلام)

اس شمارہ میں

- تبلیغ و ہدایت کا نیا سلسلہ (منظوم)
- حضرت مولوی غلام احمدؓ بدوملہوی
- رپورٹ نعتیہ مجلس زیر اہتمام مجلس انصار اللہ کینیڈا
- بیا

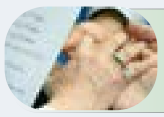

دربارِ خلافت

پھر دیکھیں آپؐ کی سچائی کے رعب کی ایک اور مثال

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جنگ اُحد میں رسول اللہ ﷺ زخمی ہونے کے بعد جب صحابہؓ کے ساتھ ایک گھاٹی میں ٹیک لگائے ہوئے تھے تو ابی بن خلف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر للکارتے ہوئے پکارا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آج تم بچ گئے تو مَیں کامیاب نہ ہوا۔صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا ہم میں سے کوئی اس کی طرف بڑھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسے چھوڑ دو۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نیزہ لیا اور آگے بڑھے اور اس کی گردن پر ایک ہی وار کیا۔جس سے وہ اپنے گھوڑے سے زمین پر لوٹنیاں کھاتے ہوئے گرا۔ ابن اسحاق جن کی روایت سیرت ابن ہشام میں درج ہے بیان کرتے ہیں کہ مجھے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف نے بتایا کہ ابی بن خلف، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مکہ میں ملتا تو کہتا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ایک گھوڑا ہے جس کو میں خاص مقدار میں دانہ کھلا کر موٹا تازہ کر رہا ہوں۔ اس پر سوار ہو کر مَیں آپ کو قتل کروں گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے فرماتے کہ جس طرح تم کہتے ہو ویسا نہیں ہو گا بلکہ انشاء اللہ میں ہی تمہیں قتل کروں گا۔ پس جب زخمی ہو کر قریش کے پاس واپس پلٹا تو اس کی گردن پہ ایک معمولی زخم تھا جو اتنا بڑا نہیں تھا جس سے خون بہہ نکلا۔تھوڑا سا خون بہا تھا۔ وہ کہتا جا رہا تھا کہ بخدا محمدؐ نے مجھے مار ڈالا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ تم خوامخواہ دل چھوٹا کر رہے ہو، مایوس ہو رہے ہو۔معمولی سا زخم ہے۔ اس نے کہا تم نہیں جانتے۔ اس نے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) مکہ میں مجھے کہا تھا کہ مَیں تجھے قتل کروں گا۔ خدا کی قسم اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتا تو میں مارا جاتا۔ چنانچہ یہ قافلہ ابھی مکہ نہیں پہنچا تھا کہ اسی زخم سے سرف مقام پر وہ ہلاک ہو گیا۔ (سیرت ابن ھشام۔غزوۃ احد۔مقتل ابی بن خلف)

پھر ایک یہودی عالم کی آپؐ کی سچائی پر گواہی ہے، جو قیافہ شناس بھی تھا، چہرہ شناس بھی تھا۔حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو لوگ آپؐ کا استقبال کرنے کے لئے گھروں سے باہر نکل آئے۔ اور یہ صدائیں بلند ہونے لگیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ مَیں بھی لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے کے لئے آیا۔ یہی وہ یہودی عالم تھے۔ جب مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو بغور دیکھا تو مَیں اس نتیجے پر پہنچا کہ آپؐ کا چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ (ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع باب نمبر 42)

ان تمام گواہیوں کو سامنے رکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ آپؐ سچ بولنے والے اور خدا کے سچے نبی نہیں تھے۔سوائے اس کے کہ جن کے دل، جن کے کان، جن کی آنکھوں پر مہر لگ چکی ہو، پردے پڑ چکے ہوں، اور کوئی نہیں جو یہ باتیں کر سکے۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی سچ کو اور حق کو ظاہر کیا اور پھیلایا ہی نہیں بلکہ اپنے ماننے والوں کے دلوں میں بھی پیدا کیا۔ ان کے اندر بھی اس سچائی کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا۔ اور اسی حق بات کہنے اور حق کہنے کی وجہ سے اور حق ماننے کی وجہ سے بہتوں کو شروع زمانے میں اپنی زندگیوں سے ہاتھ بھی دھونے پڑے۔ لیکن یہی ہے کہ ہمیشہ سچ کو سچ کہا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کسی اعلیٰ تعلیم اور اس کے لانے والے کے اعلیٰ کردار کو جانچنے کے لئے اس شخص کی زندگی میں سچائی کے معیار بھی دیکھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ اور یہ معیار ہمیں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سب سے بڑھ کر نظر آتے ہیں۔ آپؐ کی سچائی کا معیار بچپن اور جوانی میں بھی انتہائی بلند تھا۔جس کی ہم نے مختلف واقعات میں گواہی دیکھی ہے۔ دشمن بھی باوجود آپؐ کی تعلیم اور خدا پر یقین نہ ہونے کے آپؐ کی طرف سے کوئی انذار کی بات سن کر، کوئی ڈرانے والی بات سن کر، خوفزدہ ہو جایا کرتے تھے۔

(خطبہ جمعہ 11/ فروری 2005ء)

تبلیغ و ہدایت کا نیا سلسلہ

خدمتِ اسلام نے اک موڑ نادر ہے لیا
مصطفیٰؐ کی پیش گوئی کا نیا رنگ وا ہوا
مہدیِ دوراں نے دیکھا تھا مبارک ایک خواب
اس کی تعبیروں کا تازہ ہم پہ اک سِرّ ہے کھلا
جیسے جیسے رخ بدلتا جا رہا ہے یہ جہاں
ویسے ہی ہر دم ترقی پر قدم اپنا رہا
اک جگہ سے قریہ قریہ ہے ملاقاتوں کا دور
ایک دل سے ہے ہزاروں ہی دلوں کا رابطہ
آن لائن ہیں ملاقاتیں ہیں دیدارِ صنم
یہ ہے تبلیغ و ہدایت کا نیا اک سلسلہ
خوش نصیبی ہے ہماری ہم نے پایا یہ زماں
جس کی راہیں دیکھتے تھے مدتوں سے اتقیا
یہ نظامِ نو ہے جس کی آسماں پر ہے بنا
ہے مبارک سلسلہ نصرت میں اس کی ہے خدا
مشکلوں میں بھی قدم آگے بڑھا اپنا ہمیش
عسر میں اور یسر میں بھی ہم نے سیکھی ہے وفا
ہم خدا کے فضل سے تاروں پہ ڈالیں گے کمند
شش جہت میں گونجے گی اللہ اکبر کی صدا
ہم نے طوفانوں میں بھی اونچی اڑانیں ہیں بھریں
ہم زمیں پر ہیں مگر ہے آسماں سے رابطہ
ہم نے لہرانا ہے پرچم مصطفیٰؐ کا چار سو
راہِ ایماں میں اگر جاں سے بھی جائیں تو ہے کیا
ہم خدا کے عبد ہیں ہم ہیں غلامِ مصطفیٰؐ
مہدی کے دیوانے ہیں اور ہے خلیفہ رہ نما

(حافظ محمد مبرور)

(نوٹ: یہ مضمون ''سیرت وسوانح اساتذہ جامعہ احمدیہ'' مقالہ کے قلمی نسخہ سے مرتب کیا گیا ہے)

حضرت مولوی غلام احمدؓ بدوملہوی

خاندانی حالات

حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت مولوی عبدالحقؓ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی قوم راجپوت تھی۔ بدوملہی ضلع سیالکوٹ حال نارووال کے رہنے والے تھے۔

حضرت مولوی عبدالحقؓ کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

غلام احمدؓ، غلام مصطفیٰ، عبدالقدیر اور عبدالرشید صاحب اسی طرح دو بیٹیاں فاطمہ بی بی اور سکینہ بی بی صاحبہ تھیں۔

(بیان کرم مبارک احمد مجید ابن حضرت مولوی غلام احمدؓ بدوملہوی)

پیدائش

حضرت مولوی غلام احمد بدوملہوی 1900ء میں پیدا ہوئے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 21۔ اگست 1978ء)

ابتدائی تعلیم

حضرت مولوی غلام احمدؓ بدوملہوی 1906ء میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ قادیان میں دینیات کی ابتدائی تعلیم پانے اور مولوی فاضل کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ کو مبلغین کی ان اوّلین کلاسوں میں شامل ہونے کا موقع ملا جن میں سلسلہ احمدیہ کے نامور علماء نے خلافت ثانیہ کے عہد کے ابتدائی ایام میں تعلیم پائی۔

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 21۔ اگست 1978ء)

غالباً 1923ء میں جامعۃ المبشرین قادیان سے فارغ التحصیل ہوئے۔ کھیلوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ تقریباً ہر کھیل میں حصہ لیتے۔ آپ کے ہم جماعتوں میں مولوی ظہور حسین بھی تھے۔

(بیان کرم مبارک احمد مجید ابن حضرت مولوی غلام احمدؓ بدوملہوی)

آپ نے 1917ء میں زندگی وقف کی۔

قبول احمدیت

حضرت مولوی عبدالحقؓ حضرت مسیح موعودؑ کے قدیم صحابہ میں سے تھے۔ آپ نے 1894ء میں بیعت کی۔ اس طرح حضرت مولوی غلام احمدؓ پیدائشی احمدی تھے۔

(غیر مطبوعہ مقالہ مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ از مرزا محمد شفیق انور ص 226 تا 229)

حضرت اقدسؑ سے تعلق وزیارت

آپ زیارت حضرت اقدسؑ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:

(1) میں نے جولائی 1906ء میں مسجد مبارک (پہلی قدیم ہجرت والی) میں حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ پہلو بہ پہلو کھڑے ہو کر نمازیں ادا کیں۔

(2) بعدۂ 1906ء کے آخر اور 1907ء کے جلسہ سالانہ میں حاضر ہوا ہوں حضورؑ کی آخری سیر جوریتی چھلہ کے جوہڑ تک جو جلسہ سالانہ پر تھی، میں ساتھ تھا۔

(3) 1907ء کے بعد جب لنگر خانہ حضرت میاں بشیر احمدؓ کے مکان پر تھا وہاں ابھی مہمان موجود تھے کہ حضرت قاضی امیر حسین ناظر لنگر خانہ نے ایک دن جب کہ چاول پک رہے تھے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ مہمان زیادہ ہیں اور کھانا کم ہے۔ کیا کیا جائے؟ تو حضورؑ کی طرف سے پیغام آیا کہ میں آتا ہوں پھر کھانا کی تقسیم کرنا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ حضرت میاں بشیر احمدؓ والے مکان کی سیڑھیوں کے اوپر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تقسیم شروع کرو۔ چنانچہ حضورؑ کی برکت سے وہ کھانا سب کو مل گیا جس سے لوگوں نے خوشی سے ''معجزہ معجزہ'' کا لفظ منہ سے نکالا۔ اور میں نے بھی ابا جی سے معجزہ کی حقیقت سمجھی۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کے تعلق میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں دو دفعہ اپنا قادیان آنا یاد کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک دفعہ کا مجھے زیادہ تفصیل سے یاد ہے۔ جو کہ غالباً دوسری دفعہ کی آمد ہے۔ ایک دفعہ میں اپنے والد صاحب مولوی عبدالحق کے ساتھ آیا ہوں۔ دوسری دفعہ اپنے تایا مولوی غلام رسولؓ کی معیت میں آیا ہوں۔ تایا صاحب کے ساتھ جب آیا تھا تو بارش ہو رہی تھی۔ جب گھر سے چلے تو انبالہ اور امرتسر کے درمیان میں بھی بارش ہوئی تھی اور ہم لوگ بھیگتے بھیگتے قادیان پہنچے تھے۔ قادیان پہنچنے پر ہمیں گول کمرہ میں جگہ دی گئی۔ کیونکہ تایا جان کی بڑی لڑکی بھی ساتھ تھی۔ ان دنوں مکرم ڈاکٹر عبدالستار مرحوم بھی مع اپنے کنبے کے امرتسر سے تشریف فرما تھے۔ چونکہ ہمارے گاؤں بدوملہی اور ڈاکٹر صاحب مرحوم کی جائے ملازمت میں صرف اڑھائی میل کا فرق تھا۔ اور دونوں بزرگ بھی حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم اور والد صاحب پرانے احمدی تھے۔ آپس میں بہت ربط اور ضبط تھا۔ مجھے یہ بھی بخوبی یاد ہے کہ ہمارے گول کمرہ میں اُترنے کے معاً بعد حضرت ام المومنینؓ فوراً ہم خدام کے پاس تشریف لائیں اور نہایت شفقت سے فرمایا کہ فوراً گیلے کپڑے اُتار دو اور دوسرے کپڑے بدل لو۔ مبادا سردی نہ لگ جائے۔ چنانچہ والدہ صاحبہ کی طرف سے آپا مریم بیگم صاحبہ نے ہی جواب دیا کہ ایسا ہی کیا گیا ہے۔

مجھے ان دنوں کے واقعات میں سے اس وقت صرف مندرجہ ذیل واقعات ہی یاد آتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مکان کے اس حصہ سے جہاں آج کل حضرت ام المومنینؓ تشریف فرما ہیں۔ اسی کے صحن سے غالباً تین سیڑھیاں چڑھ کر ایک اور صحن آتا ہے۔ اس صحن کے مشرقی جانب غالباً جنگلہ تھا۔ جس کے ساتھ شمالاً جنوباً ایک پلنگ بچھا کرتا تھا۔ شاہ نشین کے ساتھ اس پر کبھی کبھار حضرت مسیح موعودؑ لیٹتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کے پاؤں دبائے ہیں۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد 1 ص 269 تا 270)

یادگار تحریر

ان حالات کو میرے وصیت فارم میں رکھ دیا جائے تا کہ مجھے ریزرویشن نمبر E51 23.9.1956 کا حامل مان سکے۔

غلام احمد بدوملہوی موصی 1893

30-07-1963 (ریکارڈ دفتر وصیت)

جماعتی خدمات

تعلیم سے فارغ ہو کر آپ سلسلہ کے مبلغ مقرر ہوئے اور اس حیثیت سے آپ کو ملک کے طول و عرض کے دورے کرنے اور متعدد مشہور مناظرے کرنے اور خدمت دین کے خاص مواقع حاصل ہوئے۔ آپ بلند پایہ مقرر تھے۔ مرکز میں اور بیرونی جماعتوں میں قرآن کریم کا درس دینے اور بہت سے احباب کو قرآن مجید پڑھانے کا آپ کو موقع ملا۔ ریٹائرڈ ہونے کے بعد 65 سال کی عمر میں آپ کو مئی 1964ء میں گیمبیا مغربی افریقہ میں بطور مبلغ انچارج بھیجا گیا، دو سال آٹھ ماہ گیمبیا میں کام کرنے کی توفیق ملی۔ گیمبیا سے 2/ جنوری 1972ء واپس آنے کے بعد آپ کو کچھ عرصہ جزائر فجی میں جا کر تبلیغ اسلام کا موقع بھی ملا۔ غرض پوری عمر تبلیغ اسلام اور خدمت دین اور خدمت قرآن پاک میں بسر ہوئی۔

(بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 21۔ اگست 1978ء)

1910ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل ہوئے۔ 1920ء تا 1923ء مبلغین کلاس میں پڑھتے رہے۔ پہلی ڈیوٹی علاقہ انسداد ارتداد ملکانہ میں لگی جہاں مسلمان ہندو ہو رہے تھے۔ جہاں بہت سے لوگوں کو واپس اسلام میں لایا گیا۔ اور بہتوں کو ہندو ہونے سے روکا۔ 1925ء تا 1926ء میں مشرقی پاکستان، برما اور سارے ہندوستان میں مختلف جگہ متعین رہے اور خدمات بجالاتے رہے۔ گیمبیا مغربی افریقہ میں بھی جماعت احمدیہ کی تبلیغ کا کام کرتے رہے۔ فجی میں متعین ہونے کے دوران آپ کو اس مقام پر جانے اور وہاں دعا کا موقع بھی ملا جو زمین کا کنارہ تصور کیا جاتا ہے اس طرح سے حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' ایک رنگ میں پورا ہوا۔

(بیان مکرم مبارک احمد مجید ابن حضرت مولوی غلام احمد بدوملہویؓ)

حضرت مولوی غلام احمد بدوملہی کی فجی میں خدمات

آپ ان مجاہدین میں سے تھے جنہیں فجی میں فریضہ تبلیغ بجا

لانے کی سعادت حاصل ہوئی اور جماعت احمدیہ کے اثر ونفوذ میں غیر معمولی اضافہ کا موجب بنے۔

آپ فجی کے لئے 10 جولائی 1970ء کو روانہ ہوئے اور 30 مارچ 1972ء تک فریضہ تبلیغ بجالا کر واپس تشریف لائے۔

(تاریخ احمدیت جلد 20 ص 668)

مولانا غلام احمد صاحب بدوملہی کو فجی میں تقریباً دو سال تک احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ آپ نے زیادہ وقت جزیرہ واٹو الیو میں گزارا اور جماعتی تعلیم وتربیت کے علاوہ مختلف شہروں اور قصبوں میں سوال وجواب کی محفلیں منعقد کرکے تبلیغ کی راہ ہموار کی۔ ان دنوں اس جزیرہ میں مخالفت زوروں پر تھی۔ مخالفین احمدیت نے (وٹی لیوو) سے ایک دوسرے جزیرہ کا رخ کیا مگر وہاں بھی انہیں شکست ہوئی۔ اور مولانا صاحبؒ اس جزیرہ میں ان کا تعاقب کرنے کے لئے پہنچ گئے۔ مگر وہ مبلغ احمدیت کی علمی قابلیت اور ایمانی جرأت کی وجہ سے گفتگو کی جرأت نہ کرسکے اور بالآخر ایک شدید مخالف مولوی عبدالرحمٰن بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوگئے۔

(تاریخ احمدیت جلد 20 ص672تا673)

تبلیغی سرگرمیاں: یوپی، کشمیر، بہار، اڑیسہ اور مشرقی پاکستان میں سرانجام دیتے رہے۔

(بیان مکرم مبارک احمد مجید ابن حضرت مولوی غلام احمدؒ بدوملہوی)

1923ء میں آپ نے جامعہ احمدیہ سے مبلغین کلاس پاس کی۔ 1925ء میں آپ بنگال تشریف لے گئے۔ اور اس کے بعد آپ کو متعدد مواقع اس علاقہ میں تبلیغ کے لئے ملے۔ ملکانہ شدھی کی تحریک کے موقع پر آپ نے بڑی محنت سے کام کیا۔ اور آریہ ساجیوں سے مناظرے کرکے ان کے عقائد کی دھجیاں اڑادیں۔ 1926ء میں آپ کو کچھ عرصہ برما جانے کا موقع بھی ملا۔ اس سال آپ کے بیان کے مطابق مناظروں کا سال تھا۔ اس سال 250 سے زائد مناظرے آپ کو کرنے پڑے۔ 1926ء میں حضرت حافظ روشن علیؓ کی زندگی میں ہی آپ نے درس قرآن مجید رمضان میں دینا شروع کردیا تھا آپ کی طبیعت مناظرات ومباحثات میں منجھ گئی تھی اس لئے کوئی آدمی سوال کرکے جواب لینے میں انتظار کی کوفت برداشت نہیں کرتا تھا۔ حاضر جوابی آپ کو قدرت کا خداداد عطیہ تھا۔ اس کے ساتھ حافظہ بھی اسی پائے کا تھا۔ 65 سال کی عمر میں آپ کو اعلائے کلمۃ الاسلام کے لئے گیمبیا بھجوایا گیا جہاں آپ نے بڑی محنت اور خلوص سے کام کیا۔ جشن آزادی کے موقع پر آپ نے گیمبیا ریڈیو سے ایک نشری تقریر میں اسلام اور احمدیت کی تاریخ کو دنیا تک پہنچایا۔

(غیر مطبوعہ مقالہ مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ از مرزا محمد شفیق انور ص 226 تا 229)

مقدمہ بہاولپور اور آپ کی شمولیت

اس زمانہ میں (1930ء سے قبل وبعد) مخالفین احمدیت اور احمدیوں میں مقدمات کا سلسلہ جاری تھا۔ مثلاً مقدمہ شاہ جہانپور (یوپی)، برہمن بڑیہ (بنگال) اور بن باجوہ (ضلع سیالکوٹ) کے امراء جماعت کے مقدمات۔ مگر سب سے زیادہ تکلیف دہ مقدمہ بہاولپور میں دائر تھا۔ جس نے بعد میں قومی مقدمہ کی حیثیت اختیار کرلی تھی۔

(تاریخ احمدیت جلد 6 ص36)

اس کی اجمالی تفصیل یہ ہے کہ الٰہی بخش نامی شخص نے عبدالرزاق سے اپنی بیٹی کا نکاح کروایا۔ عبدالرزاق احمدی ہوگئے تو الٰہی بخش نے علماء کے انگیخت سے ریاست بہاولپور میں تنسیخ نکاح کا مقدمہ دائر کروادیا۔ جو کہ ڈسٹرکٹ جج نے ساعت کے بعد یہ کہہ کر خارج کردیا کہ احمدی مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے نہ کہ اسلام سے باہر۔ اس پر فریق ثانی نے اس فیصلہ کے خلاف ریاست بہاولپور کی آخری عدالت (دربار معلی) میں اپیل دائر کی۔ اس سلسلہ میں دربار معلیٰ کی پہلی پیشی میں وزیر اعلیٰ نے حکم دیا کہ ریاست کے مفتی صاحب تنسیخ نکاح کے دلائل پیش کریں۔ اس پر مدعا علیہ نے بھی درخواست دی کہ اسے بھی کسی عالم دین کو عدالت میں پیش کرنے کا موقع دیا جائے۔ آخر کار اجازت مل گئی۔ اس پر قادیان سے جماعت کے ایک عالم حضرت مولانا غلام احمد صاحب بدوملہی مولوی فاضل کو بھجوایا گیا۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 6 ص 36-37)

آپ نے بہت سیر کن بحث کی اور اگلا فریق لاجواب رہا۔ یہ بحث دوسری سمت نکل گئی اور نکاح کے مسئلہ کو چھوڑ کر ختم نبوت پر بحث شروع ہوگئی۔ اس میں جماعت کے دیگر علماء بھی شریک ہوئے اور یہ مقدمہ طول پکڑتا گیا۔

مقدمہ بہاولپور میں حضرت مولوی غلام احمد بدوملہویؒ کا بیان

13 مارچ 1933ء کو مولانا غلام احمدؒ صاحب بدوملہی کا مدلل بیان شروع ہوا۔ بیان کے شروع ہوتے ہی فریق ثانی نے یہ سوال اٹھایا کہ مرزا صاحب کے ساتھ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کیوں استعمال کئے جاتے ہیں؟ جج صاحب نے بھی ایک حد تک اس کی تائید کی۔ مگر جب مولوی صاحب نے کہا کہ اگر جج کوئی ہندو ہو اور رنگیلا رسول کے لکھنے والا کسی مسلمان گواہ کے متعلق اصرار کرے کہ محمد ﷺ کے ساتھ مت کہو تو کیا جج قانوناً مجاز ہے کہ نہ لکھے یا اس گواہ کو روک دے۔ اگر ایسا نہیں تو ہمیں کیوں روکا جاتا ہے۔ اس نکتہ پر جج نے مجبوراً اپنی رائے بدل لی۔ مولوی صاحب کا اصل بیان 240 صفحات پر مشتمل تھا۔ مگر عدالت کے سامنے صرف 49 صفحات میں لکھوایا گیا۔ یہ مکمل بیان بعد کو ''اظہار الحق'' (اس کا پہلا نام بیان المجاہد تھا) کے نام سے شائع کردیا گیا تھا۔ جسے مولانا بدوملہی صاحبؒ نے نہایت محنت وکاوش سے لکھا تھا اور اس کی ترتیب میں حضرت حافظ سید مختار شاہجہانپوری نے گراں قدر تعاون فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد 6 ص 44تا45)

مولوی صاحب ساری زندگی چیلنجز قبول کرتے رہے اور جواں مردی سے ہر محاذ پر مقابلہ کرتے تھے آپ نے دو ہزار سے زائد مناظرے کئے جس میں دیگر علماء آپ کے ساتھ معاون ہوتے یا آپ ان کے ساتھ معاون شامل ہوتے۔

تصانیف

آپ نے مندرجہ ذیل کتب تصنیف فرمائیں۔ جو قاری کے ذہن پر آپ کی وسعت معلومات، اچھوتا استدلال اور مؤثر طریق بیان کا اثر چھوڑے بغیر نہیں رہ سکتی۔ 1927ء میں احمدیہ نوٹ بک، اس کے بعد انذاری پیشگوئی دربارہ مرزا احمد بیگ ومتعلقین 1933ء میں بیان المجاہد شائع کی گئی۔ اور یہی کتاب بعد میں اظہار الحق کے نام سے چھپی۔ 1937ء میں آپ نے قرآن مجید کے ترجمہ کی طرف توجہ کی۔ اور اس پر حاشیہ بھی لکھا۔ یہ ترجمہ قبول عام کی سند حاصل کرچکا ہے اور کئی مرتبہ چھپ چکا ہے۔

(غیر مطبوعہ مقالہ مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ از مرزا محمد شفیق انور ص 226 تا 229)

خلفاء سے تعلق

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ بہت محبت کا تعلق تھا۔ آپ کو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے استاد ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔

تدریس جامعہ احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1928ء میں جب جامعہ احمدیہ کا افتتاح فرمایا تو آپ ابتدائی اساتذہ میں شامل تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد پنجم ص 20)

آپ کو تدریسی لائن سے بڑی دلچسپی تھی اسی وجہ سے آپ کو جامعہ احمدیہ میں بطور پروفیسر کام کرنے کا اکثر موقع ملا ہے۔ 1966ء میں دوسال آٹھ ماہ گیمبیا میں کام کرنے کے بعد ربوہ تشریف لے آئے۔ اور جامعہ احمدیہ میں فقہ کے پروفیسر لگے۔

(غیر مطبوعہ مقالہ مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ از مرزا محمد شفیق انور ص 226 تا 229)

آپ دارالمجاہدین قادیان کے ابتدائی استاد تھے۔ جامعہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں بھی آپ پڑھاتے رہے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 21- اگست 1978ء)

خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے بہت سے افراد کو قرآن اور عربی پڑھانے کا آپ کو شرف حاصل ہوا۔ ان میں حضرت مریم صدیقہ (چھوٹی آپا) اور حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو بھی پڑھایا۔

(بیان مکرم مبارک احمد مجید صاحب ابن حضرت مولوی غلام احمد بدوملہوی)

حلیہ

آپ بہت ہی رکھ رکھاؤ والے انسان تھے۔ اچکن اور شلوار قمیص آپ کا لباس ہوتا۔ پٹے رکھے ہوئے تھے جو کہ بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتے تھے۔

(بیان مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب شاگرد حضرت مولوی غلام احمد بدوملہویؓ)

شادی و اولاد

آپ نے چار شادیاں کیں۔ پہلی شادی محترمہ زینب بی بی صاحب دختر مکرم چوہدری اللہ دتہ صاحب نمبردار (جو ولی اللہ کے نام سے مشہور تھے) سے ہوئی۔ ان کی شرط یہ تھی کہ جو نوجوان ان کے گھر کی چھت پر چڑھ کر اسلام اور احمدیت کی حقانیت پر لیکچر دے گا اس سے مَیں اپنی بیٹی کا عقد باندھوں گا۔ چنانچہ حضرت مولوی عبدالحق صاحب نے اپنے بیٹے مکرم غلام احمد صاحب سے کہا کہ تمہارا امتحان ہے اس پر آپ تیار ہو گئے اور لیکچر دیا جس پر شدید مخالفت ہوئی بعد ازاں رخصتی عمل میں آئی۔

محترمہ زینب بی بی صاحبہ سے مندرجہ ذیل اولاد پیدا ہوئی: مکرم سعید احمد صاحب مرحوم صاحب، مکرمہ سیدہ فرحت مرحومہ صاحبہ، مکرم رشید احمد مرحوم صاحب، مکرمہ حامدہ عفت مرحومہ صاحبہ اور مکرم لئیق افتخار صاحب۔

اسلام آباد دوسری شادی مکرمہ حشمت خاتون صاحبہ سے ہوئی۔ جن سے کوئی اولاد نہ ہے۔ تیسری شادی محترمہ زہرہ خاتون صاحبہ سے ہوئی۔ ان سے بھی کوئی اولاد نہ ہے۔ آپ کی چوتھی شادی محترمہ رابعہ بشریٰ صاحبہ سے ہوئی جن سے ہونے والی اولاد کے اسماء درج ذیل مکرمہ امینہ خان صاحبہ اہلیہ مکرم ماسٹر ہارون خان صاحب، مکرم مجید احمد مبارک صاحب راولپنڈی اور مکرم مرید احمد حمید صاف آف کینیڈا

(بیان مکرم مبارک احمد مجید صاحب ابن مکرم حضرت مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی)

وفات

محترم مولوی صاحب مرحوم 18اگست 1978ء بروز جمعۃ المبارک تقریباً ڈیڑھ بجے بعد دوپہر لمبی علالت کے بعد کراچی میں بعمر 78 سال وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ چونکہ آپ خدا کے فضل سے موصی تھے۔ اس لئے مرحوم کے فرزند مکرم سعید احمد صاحب اپنی ہمشیر گان اور دیگر عزیزوں کے ہمراہ آپ کا جنازہ بذریعہ چناب ایکسپریس 19اگست کی شب کو ربوہ لائے۔ مؤرخہ 20اگست صبح ساڑھے پانچ بجے سلسلہ عالیہ کے متبحر اور جید عالم محترم مولانا غلام احمد فاضل بدوملہوی کا جسد خاکی مقبرہ بہشتی ربوہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ تدفین سے قبل بعد نماز فجر مسجد مبارک سے ملحق غربی میدان میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی کے ارشاد پر محترم مولانا نذیر احمد مبشر صاحب سابق مبلغ اسلام مغربی افریقہ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ اور تدفین میں احباب کثرت کے ساتھ شامل ہوئے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ مؤرخہ 21اگست 1978ء)

سیرت کے بعض پہلو

ایک صفت حمیدہ

آپ یتیموں کا خاص خیال رکھتے۔ گھر میں کوئی نہ کوئی یتیم پل رہا ہوتا۔ گھٹیالیاں کے دورہ پر گئے تو مکرم سید احمد علی شاہ صاحب کو بحیثیت یتیم کے گود لیا جو گھر میں موجود دیگر بچوں کے ساتھ رہتے، پلتے اور پڑھتے رہے۔

(بیان مکرم مبارک احمد مجید صاحب ابن حضرت مولوی غلام احمد بدوملہوی)

بحیثیت شفیق استاد

آپ بہت ہی پیار کرنے والے استاد تھے۔ آپ بہت کھلے دل کے انسان تھے۔ معلوم نہ ہوتا تھا کہ ان میں سے استاد کون ہے اور شاگرد کون ہے۔ علمی لحاظ سے بہت قابل انسان تھے جس کا اعتراف ہر کوئی کرتا تھا۔ حافظہ بے مثل تھا۔ بات کو پوائنٹس میں سمجھایا کرتے تھے اور انگلیوں پر گنوایا کرتے تھے۔ کسی لحاظ سے علمی بخل آپ کے اندر نہ تھا بلکہ علم کا ایک بہتا ہوا چشمہ تھے جس سے ہر کوئی سیراب ہوتا تھا۔ ہر ایک کی بہت تکریم کرتے احترام کرنے میں کسی چھوٹے بڑے کا فرق نہ رکھتے۔ آپ کا ترجمۃ القرآن بہت ہی مفید ترجمہ ہے جس میں ہر پہلو سے اس میں معارف کو بیان کیا گیا ہے۔

(بیان مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب شاگرد حضرت مولوی غلام احمد بدوملہوی)

مہمان نوازی

آپ خوش خوراک اور خوش خوران تھے۔ لیکن اپنے ساتھ والوں کو بھی اچھا کھلاتے تھے۔ مہمان نوازی کی صفت بہت نمایاں تھا۔

(بیان مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب شاگرد حضرت مولوی غلام احمد بدوملہی)

آپ ایک ڈش بہت عمدہ تیار کرتے تھے کہ جسے ''دم پخت'' کہتے ہیں۔ کالج اور جامعہ احمدیہ کے پروفیسران اور بعض دفعہ آپ کے شاگرد مطالبہ کرتے تو آپ ''دم پخت'' سے ان کی دعوت کرتے۔ یہ بکرے کے گوشت کو دم دے کر بنائی جانے والی ایک ڈش ہے۔ (بیان مکرم مبارک احمد مجید صاحب ابن حضرت مولوی غلام احمد بدوملہوی)

عبادات

دینی امور پر اور روحانی امور پر خصوصی توجہ دیتے اور نمازوں اور دوسری عبادات پر سختی سے کاربند تھے اور اولاد سے بھی ان امور کی پابندی کرواتے۔

(بیان مکرم مبارک احمد مجید صاحب ابن حضرت مولوی غلام احمد بدوملہوی)

اصول پسند شخصیت

آپ کی گھریلو زندگی نہایت سادہ اور غریبانہ تھی اور وقت کی پابندی اور ڈسپلن کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اصولوں کے پابند اور مساوات کا خیال رکھتے تھے۔ میں کالج میں ان سے پڑھتا رہا ہوں۔ سخت نمبر لگاتے تھے۔

(بیان مکرم مبارک احمد مجید صاحب ابن حضرت مولوی غلام احمد بدوملہوی)

شگفتہ طبیعت

مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب مرحوم (وکیل المال اول) نے آپ کو ایک خط میں لکھا:

''حضرت مولانا غلام احمد بدوملہوی صاحبؓ سلسلہ کے معروف اور جید علماء میں سے تھے۔ ان کو اندرون و بیرون ملک خدمات کا لمبا عرصہ موقع ملا۔ حضرت مولانا صاحبؓ ایک شگفتہ طبیعت کے مالک تھے اور بہترین مناظر تھے۔ جس مجلس میں بیٹھتے تھے اس میں علمی نکات کے علاوہ اپنی گفتگو کی شگفتگی کا رنگ قائم رکھتے۔

میرا ان سے ذاتی تعلق اس وقت پیدا ہوا جب انہوں نے اپنی خدمات تحریک جدید شعبہ مال کے لئے پیش کیا۔ درس بہت اعلیٰ دیتے۔ رمضان میں جماعتیں آپ کو خاص طور پر اپنے سینٹر میں بلانے کی درخواستیں دیتیں۔ ایک جماعت بہت متاثر ہوئی اور مرکز کو قیمتی تحفے بھجوائے۔'' (خط از طرف مکرم شبیر احمد صاحب مرحوم (وکیل المال اول) موجود عند المبارک احمد مجید صاحب

طریقۂ تدریس

مکرم ملک منصور احمد عمر صاحب اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا صاحب کا وقت یاد آ گیا۔ جب وہ جامعہ میں فقہ پڑھایا کرتے تھے۔ بہت عمدہ طریق پر سمجھاتے اور انداز بہت دل نشین ہوتا۔ سبق سننا اچھا بھی لگتا اور یاد بھی رہتا۔ نصیحت کو اس رنگ میں بیان کرتے کہ ہمیشہ یاد رہتی۔ فرماتے تھے کہ جمعہ کی ادائیگی کی نصیحت ان کے الفاظ میں کبھی نہیں بھولی۔

(خط از طرف مکرم ملک منصور احمد عمر صاحب موجود عند المبارک احمد مجید صاحب)

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ان صحابہ کرام کی سیرت پر عمل کرنے والا بنائے اور ہم ''اِقْتَدَیْتُمْ'' کے ذریعہ ''اِھْتَدَیْتُمْ'' میں سے بننے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ جو قربانیاں ان صحابہ نے پیش کیں ہم ان قربانیوں کو زندہ رکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

کوئی ایسا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آ سکتا جس کے پاس مہر نبوت محمدیؐ نہ ہو۔ ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے یہی غلطی کھائی ہے کہ وہ ختم نبوت کی مہر کو توڑ کر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اُتارتے ہیں۔ اور مَیں یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی اور آپ کی ابدی نبوت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی آپؐ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپ کی امت میں وہی مہر نبوت لے کر آتا ہے۔ اگر یہ عقیدہ کفر ہے تو پھر مَیں اس کفر کو عزیز رکھتا ہوں لیکن یہ لوگ جن کی عقلیں تاریک ہوگئی ہیں جن کو نور نبوت سے حصہ نہیں دیا گیا اس کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور اس کو کفر قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ بات ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپ کی زندگی کا ثبوت ہوتا ہے۔

(الحکم 10جون 1905ء صفحہ2)

وسیم احمد ظفر   مبلغ انچارج جماعت احمدیہ برازیل

پیاری پھوپھو جان مکرمہ صادقہ شمس صاحبہ کا تذکرہ خیر

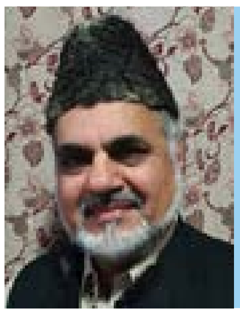

اشکوں میں ڈھل گئی ہے متاع دل قمر۔اک ایک کر کے آنکھ کے تارے چلے گئے

گزشتہ جمعہ مؤرخہ 24اور 25دسمبر 2020ءکی درمیانی رات خاکسار کی پیاری پھوپھو جان مکرمہ صادقہ شمس صاحبہ ربوہ میں اچانک وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ انکے تعلق میں چند بکھری یادوں کا گلدستہ سجانے کے لئے کچھ باتیں قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے۔

مرحومہ مکرم الحاج پیر محمد صاحب آف اونچے مانگٹ کی سب سے چھوٹی بیٹی اور خاکسار کے والد مکرم الحاج مولوی محمد شریف صاحب سابق اکاؤنٹنٹ جامعہ احمدیہ ربوہ کی سب سے چھوٹی ہمشیرہ تھیں۔ آپ نے پاکستان کے ایک چھوٹے سے گاؤں اونچے مانگٹ میں آنکھ کھولی اور بہت تنگی اور سخت حالات اور چیلنجز کا مقابلہ کر کے اپنی اعلیٰ تعلیم مکمل کی اور جامعہ نصرت کالج ربوہ میں پولیٹیکل سائنس کی پروفیسر رہیں اور پھر اپنی اعلیٰ قابلیت کی بناء پر ترقی کرتے ہوئے جامعہ نصرت کالج برائے خواتین کی پرنسپل کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ آپ ایک روشن خیال شاعرہ بھی تھیں۔ آپکی مجلس اور صحبت میں ہر کوئی یہ محسوس کرتا کہ آپ ایک زندہ دل اور حاضر دماغ شخصیت کی مالکہ تھیں۔ آپ میں مزاح کی حِس اور پیار بھری چھیڑ چھاڑ کی عادت بھی نمایاں تھی۔ جب بھی انکے ساتھ ملاقات ہوتی تو یوں کہ

جی چاہتا ہے چھیڑ کے ہوں ان سے ہم کلام
کچھ تو لگے گی دیر سوال و جواب میں

کئی بار یوں لگتا جیسے اپنی پھوپھو جان سے نہیں بلکہ ایک قریبی دوست سے بات ہو رہی ہے۔ آپ بہت بارونق اور شگفتہ مزاج تھیں۔ چھوٹے بچوں کیساتھ بھی یکساں پیار اور محبت آپکا نمایاں وصف تھا۔ آپ نے اپنے بچوں کو بھی بہت تنگی کے حالات میں بڑی محنت سے پالا اور انکی اچھی تربیت کی۔ اپنے والدین اور بہن بھائیوں کا بہت احترام کرتیں اور پیار کیساتھ ذکر کرتیں۔ اپنے شوہر مکرم نعمت اللہ شمس صاحب کیساتھ 51 سالہ پیار اور محبت کی مثالی رفاقت رہی جسکا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انکی وفات پر جب خاکسار نے پھوپھا جان سے فون پر بات کی تو انہوں نے بلا تردد اس پیار بھری رفاقت کی گواہی دی اور کہا کہ میں ان سے پوری طرح راضی ہوں اور سنا ہے کہ ایک حدیث میں ہے کہ جس عورت سے اسکا خاوند خوش اور راضی ہو تو خدا تعالیٰ بھی اس عورت سے خوش ہوتا ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ انکی وفات کے معاً بعد جو تہجد کا وقت تھا، میں اپنے خدا کے آگے سربسجود ہو کر یہ التجا کرتا رہا کہ اے اللہ! میں اپنی اہلیہ سے پوری طرح راضی ہوں تو بھی ان سے راضی رہنا۔ پھوپھا جان کہتے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ ضرور میری ان مناجات کو سنے گا جو بے اختیار دل سے اٹھیں۔

خاکسار کی والدہ مکرمہ صادقہ بیگم صاحبہ کیساتھ بھی آپکا بھابھی کے رشتہ سے بہت بڑھ کر ہمیشہ ’’ماں‘‘ جیسا احترام اور پیار کا سلوک تھا جسکا اکثر ذکر کرتیں اور ہمیں دکھائی بھی دیتا۔ اپنے دکھ سکھ میں امی جان سے مشورہ لیتیں اور اسے قدر کی نظر سے دیکھتیں باوجود اسکے کہ خود اعلیٰ تعلیم یافتہ تھیں۔ میرے چھوٹے بھائی برادرم کریم احمد شریف صاحب نے بتایا کہ گاہے بگاہے امی جان سے نیویارک امریکہ فون پر بات کرتی رہتیں اور انکی باتوں سے والدہ صاحبہ کے لئے جو محبت کے جذبات تھے، انکی عکاسی ہوتی۔ امی جان بڑھاپے کی عمر میں کمزوری اور بیماری کی وجہ سے کافی عرصہ سے پاکستان نہیں جا سکیں چنانچہ پھوپھو جان کو ان سے ملاقات نہ ہو پانے کا بھی افسوس رہتا تھا اور اس بات کا اظہار کرتیں کہ کسی طرح ملاقات ہوجائے اور اکثر انکو دعا کے لئے کہتی رہتیں۔

خاکسار بھی ان خوش قسمت افراد میں سے ہے جن کیساتھ پھوپھو جان کا خاص تعلق رہا جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ پاکستان میں تو اکثر آنا جانا رہتا۔ یہاں برازیل میں بھی کچھ عرصہ بات نہ ہوتی تو خود کہہ کر فون کرواتیں۔ ہر ایک کا حال چال پوچھتیں اور پھر اکثر مزاح کا رنگ لئے ہوئے ادبی گفتگو اور پیار بھری نوک جھونک کا سلسلہ جاری ہو جاتا۔ ابھی چند روز قبل خاکسار کسی سفر پر تھا کہ یکدم فون کی گھنٹی بجی۔ پھوپھا جان کا فون تھا۔ کہنے لگے کہ آپکی پھوپھو جان یاد کر رہی تھیں کہ ظفری سے بات کرنی ہے۔

انکے مجموعہ کلام ’’سچے موتی‘‘ کی پہلی نظم ہی خلافت کے بارہ میں ہے جس کے چند اشعار کچھ اس طرح ہیں:

خلافت کی پھیلی مہک کُل جہاں میں
خلیفہ کی ڈش پہ ندا چل رہی ہے
بہت فیض پایا خلافت سے ہم نے
روح کو نئی اک غذا مل رہی ہے
تو شافی ہے مولا، سبکو شفا دے
خلافت سے سبکو دوا مل رہی ہے
خلافت کے سائے میں محفوظ ہیں ہم
سروں کو ہمارے رداء مل رہی ہے
خلافت کا دامن نہ چھوڑیں گے ہرگز
خلافت سے ہم کو بقاء مل رہی ہے
الٰہی تو مسرور کو سدا مسرور رکھنا
یہ ہونٹوں پہ میرے دعا چل رہی ہے

اسلامی تعلیم کی گہرائی اور اسکا پاس آپکے اس شعر سے ظاہر ہوتا ہے کہ

جو ڈھلکے سروں سے جو ڈھانپے بدن کو
میں پردہ کی ایسی ردا چاہتا ہوں

آپکا نام والدین نے صادقہ کیساتھ قمر رکھا تھا مگر شادی کے بعد اپنے شوہر کے نام کی نسبت سے شمس رکھ لیا۔ اپنے ایک شعر میں ان دونوں ناموں کو یکجا کرکے اس طرح بیان کیا کہ

جو بینا کرے غیر کی آنکھ کو بھی
میں وہ شمس و قمر کی ضیاء چاہتا ہوں

پھر اپنے نام کا استعمال ایک شعر میں کس خوبی سے کرتی ہیں کہ

اندھیروں سے کس لئے ہو اداس صادقہ
قمر کے ساتھ ساتھ ستارے چلے گئے

آپکی شاعری کے یہ چند نمونے آپکے مجموعہ کلام ’’سچے موتی‘‘ سے لئے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انکے درجات بلند فرمائے اور اپنے پیاروں میں جگہ دے۔ پھوپھا جان اور سب بچوں کو صبر جمیل عطاء کرے۔ چار بیٹوں مکرم نجم الثاقب صاحب۔ مکرم عاصم شہزاد صاحب۔ مکرم اسامہ لقمان صاحب (جرمنی) مکرم قمر شیراز صاحب (گوئٹے مالا) اور ایک بیٹی محترمہ فرح نادیہ صاحبہ (بیلجئیم) میں سے صرف ایک ہی بیٹا مکرم اسامہ لقمان صاحب آپکی وفات پر پاکستان جا سکا۔ اللہ تعالیٰ سبکو حوصلہ عطاء فرمائے۔ آمین

آپ ہی کے ایک شعر پر مضمون ختم کرتا ہوں

الٰہی نہ مجھ کو رسوا کرنا خطاء معاف کرنا
میں روز قیامت جزاء چاہتا ہوں

آج کی دعا

رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ٭ۖ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلۡ دُعَآءِ ﴿۴۱﴾ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ

(سورۃ ابراھیم:41، 42)

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی۔ اے ہمارے ربّ! اور میری دعا قبول کر۔ اے ہمارے ربّ! مجھے بخشش دے اور میرے والدین کو بھی اور مومنوں کو بھی جس دن حساب برپا ہوگا۔

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے اور اپنی ذریت کے حق میں نماز پر دوام اور اپنے، والدین اور مومنوں کے لئے بخشش مانگنے کی عظیم الشان دعا ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسلسل احباب جماعت کو نماز پنجگانہ کے باقاعدہ قیام کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ آپ اس دعا کے پڑھنے کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا عموماً نماز میں تشہد اور درود شریف کے بعد پڑھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

حسنات یونہی نہیں مل جاتیں۔ دنیا کی حسنات کے لئے جو آخرت کی حسنات کا باعث بننے والی ہیں اپنے ہر عمل پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ روزمرہ خود اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ عبادات کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ نماز کے قیام کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور پھر اپنی اولاد کی نمازوں کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ ان کی عبادات کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ اس طرف بھی توجہ دینا ایک راعی کی حیثیت سے، گھر کے نگران کی حیثیت سے تمہارا فرض ہے۔ اور پھر اس میں من حیث الجماعت افراد جماعت کو توجہ دلائی گئی کہ ایک دوسرے کے لئے دعا کریں۔ اپنے والدین کے لئے بھی اور تمام مومنین کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں جس دن کہ حساب قائم ہوگا۔

(خطبہ جمعہ 19/ مارچ 2010ء)

(مرسلہ: مریم رحمٰن)

رپورٹ: غلام مصباح بلوچ۔ نائب صدر صف دوم مجلس انصار اللہ کینیڈا

رپورٹ نعتیہ مجلس زیر اہتمام مجلس انصار اللہ کینیڈا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس انصار اللہ کینیڈا کو مورخہ 31/دسمبر 2020ء بروز جمعرات ایک نعتیہ مجلس (آن لائن) منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس بابرکت مجلس کا آغاز ٹورانٹو وقت کے مطابق رات آٹھ بجے ہوا جو کہ ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ اس مجلس کی صدارت محترم عبدالرشید انور صاحب مشنری انچارج کینیڈا نے کی۔ میزبانی کے فرائض مکرم ناصر احمد صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا نے سرانجام دیے۔

مجلس کا آغاز تلاوت کریم سے ہوا۔ مکرم رافع الزندانی صاحب نے سورۃ الاحزاب کی آیات 57 تا 58 تلاوت کیں جن کا اردو ترجمہ مکرم فراز احمد قریشی صاحب نے پیش کیا۔ مکرم مولانا سہیل احمد ثاقب صاحب (قائد تعلیم القرآن) نے درود شریف کی اہمیت کے بارے میں حدیث نبوی ﷺ اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم کامران اشرف صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس بابت مجلس مولود مبارک پڑھ کر سنایا۔ جس کے بعد مکرم عبدالحمید وڑائچ صاحب صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا نے اس بابرکت مجلس کی غرض وغایت کے بارے میں اپنے افتتاحی کلمات ارشاد فرمائے اس کے بعد مکرم معتز القزق صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ یا عین فیض اللہ ... سے منتخب اشعار ترنم سے پڑھ کر سنائے اور مکرم داؤد اسماعیل صاحب (ناظم اعلیٰ پریری ریجن) نے ان کا اردو ترجمہ پیش کیا۔

اس مجلس میں تین شعراء حضرات کو بھی اپنا نعتیہ کلام پیش کرنے کی دعوت دی گئی تھی چنانچہ سب سے پہلے مکرم مولانا محمد افضل مرزا صاحب (مربّی سلسلہ) نے خوش الحانی کے ساتھ اپنا کلام پیش کیا۔ آپ کے نعتیہ کلام کے چند اشعار یہ ہیں۔

پیشواؤں کا پیشوا وہ ہے
میرے جیسوں کا ناخدا وہ ہے
اس کی خاطر بنے ہیں دونوں جہاں
سارے نبیوں میں مصطفےٰ وہ ہے

اس کے بعد مکرم منصور احمد ناصر صاحب نے حضور علیہ السلام کا سوانح رسول ﷺ کے متعلق اقتباس از ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' پڑھ کر سنایا جس کے بعد دوسرے شاعر محترم انصر رضا صاحب نے اپنا نعتیہ کلام پیش کیا۔

نہیں ہے نام کوئی تیرے نام سے اوپر
ہے بس الوہیت تیرے مقام سے اوپر
تو دوکمانوں کا ہے وتر منتہائے بشر
گیا معراج میں بیت حرام سے اوپر

اس کے بعد مکرم سیّد مبشر احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم ''وہ پیشوا ہمارا'' کے چند اشعار ترنم سے پڑھ کر سنائے۔

اس محفل کے تیسرے شاعر مکرم ہادی علی چوہدری صاحب نے اپنے نعتیہ اشعار سنائے

اس پرنزول ربّ ساں حد تا حد ہوا
مظہر صفات حق کا اتم صد بصد ہوا
احمد ہے وہ بلند ہوا میم گر گئی
وہ ایک ہو کے واصل ربّ احد ہوا

جس کے بعد مکرم عبدالخالق محسن فاروقی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی کلام ''جان ودلم فدائے جمال محمدؐ است'' اپنی مترنم آواز میں پیش کیا اور مکرم سیّد پیام نبی صاحب نے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔

مکرم ناصر احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظم ''حضرت سید وُلد آدم۔صلی اللہ علیہ وسلم'' سے چیدہ اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ بعد ازاں مکرم صفی اللہ راجپوت صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 24/فروری 2006ء سے موجودہ زمانے میں آنحضور ﷺ کے خلاف مغربی پروپیگنڈے اور ہماری ذمہ داری کے حوالے سے اقتباس پڑھ کر سنایا۔

آخر پر صدر محفل محترم مشنری انچارج صاحب نے اپنے اختتامی کلمات میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری 2010ء کے ایک اقتباس کہ ''ہمارے سال اور دن اُس صورت میں ہمارے لئے مبارک بنیں گے جب ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔'' کی روشنی میں بتایا کہ پاک تبدیلی پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ آنحضور ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے پس سال 2020ء کے اختتام اور سال 2021ء کے آغاز کے موقع پر ہم نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ کی روشنی میں اپنی زندگی کا جائزہ لیں اور اسی کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے کی کوشش کریں ان کلمات کے بعد آپ نے دعا کروائی اور اس طرح یہ بابرکت نعتیہ مجلس اپنے اختتام کو پہنچی۔

(نوٹ: یہ پروگرام اردو زبان میں تھا لیکن آن لائن ہونے کی وجہ سے سکرین پر ساتھ ساتھ انگریزی ترجمہ پیش کیا جاتا رہا۔ اس بابرکت مجلس کو تقریباً گیارہ سو احباب نے یو ٹیوب پر براہ راست دیکھا اور سنا)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ 23 سال کے عرصہ پر پھیل کر قرآن کریم کا اترنا قرآن کریم کی سچائی کی بھی دلیل ہے اور آنحضرت ﷺ کی سچائی کی بھی دلیل ہے کہ ایسے ایسے سخت حالات آئے، سخت جنگیں ہوئیں یہاں تک کہ خود آنحضرت ﷺ کی ذات مبارکہ کو بھی نقصان پہنچا یا پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ ایک یہودیہ نے زہر دینے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو فوراً بتا دیا اور آپؐ نے منہ سے لقمہ نکال دیا اور زہر کا اثر نہیں ہوا لیکن بہرحال اس کی تکلیف آپؐ کو آخر تک رہی۔ پھر جنگ اُحد میں آپؐ کو بڑے گہرے زخم آئے۔ جنگوں میں آپؐ کو بڑی تکالیف پہنچیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جب تک قرآن کریم کو مکمل طور پر نازل نہیں کر دیا دین کامل ہونے اور نعمت تمام ہونے کا اعلان نہیں فرما دیا، آپؐ کی ذات پر کوئی حملہ جان لیوا ثابت نہ ہو سکا۔ آپؐ کی وفات طبعی طور پر ہوئی۔ پس یہ آیات کا ٹکڑوں میں اترنا بھی جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی قبولیت ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عظیم رسول پر ایک عظیم تعلیم کے اترنے کا بھی نشان ہے اور یہی اس تعلیم کی خوبصورتی بھی ہے۔ اس کے ٹکڑوں میں اترنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس وقت کا انسان ابھی اس قابل نہیں تھا کہ ایک دم میں اس تعلیم کو سمجھ سکتا بلکہ بہت سی باتیں بعض صحابہؓ کو بھی سمجھ نہیں آتی تھیں۔ لیکن دوسرے نشانات اور معجزات دیکھ چکے تھے اس لئے ایمان کامل تھا۔ یا ان کی سمجھ اتنی تھی جتنا ان کا علم اس زمانے میں تھا۔ بعض زیادہ پڑھے لکھے نہیں بھی تھے لیکن ان کا ایمان کامل تھا ان نشانات کو دیکھ چکے تھے۔

(خطبہ جمعہ 21/ دسمبر 2007ء)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ترجمہ وتلخیص مدثر ظفر

بیا

ایک ماہر بافندہ جو اپنے پیچیدہ گھونسلوں کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اپنے کام کی نسبت سے اسے انگریزی میں Weaver Bird یعنی بُننے والا پرندہ کہا جاتا ہے۔ پاکستان میں یہ بیا کے نام سے موسوم ہے اور اپنے لٹکنے والے لمبے گھونسلوں کی وجہ سے جانے جاتے ہیں۔نسلی اعتبار سے مختلف قسم کی سو سے زیادہ اقسام میں پایا جاتا ہے۔

ان پرندوں میں گھونسلہ ہمیشہ نر بیا بناتے ہیں۔گھونسلہ بنانے کے لیے بیا اس علاقے میں اگنے والی گھاس کے لمبے پتے استعمال کرتے ہیں۔گھاس کے ان لمبے پتوں کو بیا جڑ کے پاس سے پکڑ کر تیزی سے اڑان بھرتے ہیں تو گھاس کا لمبا پتہ ٹوٹ کر ان کی چونچ میں رہ جاتا ہے جنہیں یہ اپنے گھونسلے میں استعمال کرتے ہیں۔

سب سے پہلے گھونسلہ بنانے کے لیے نر بیا کسی درخت کی مضبوط شاخ کا انتخاب کرتے ہیں۔ پھر اس شاخ پر پتے سے ایک گرہ لگاتے ہیں۔ یہ واحد پرندہ ہے جو گرہ لگا سکتا ہے۔ گھونسلے کے بنیادی ڈھانچے میں یہ گرہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے جس پر باقی کے تمام گھونسلے کا انحصار ہوتا ہے۔ پھر اس گرہ میں مزید پتے لٹکا کر انہیں ایک بڑے چھلے یا حلقے کی صورت میں ترتیب دیتے ہیں جس میں سے یہ پرندے آسانی سے گذر سکیں۔

پھر اس چھلے کے ارد گرد اسی قسم کی گھاس کے پتوں سے ایک جال سا بنتے ہیں جس سے گھونسلے کا سٹرکچر بنتا ہے۔ یہ سٹرکچر بنانے کے لیے بیا گھاس کے پتوں کو آر پار لگاتے ہیں اور ایک دوسرے میں پروتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح کپڑا بُننے کے لیے دوسمتوں میں دھاگے بُنے جاتے ہیں۔ گھونسلے کے نچلے حصے کو یہ پرندے لمبوتری شکل دیتے ہیں جس کے آخر پر داخلی دہانہ ہوتا ہے جہاں سے یہ پرندے گھونسلے میں داخل ہوتے ہیں۔

بیا گھونسلہ بنانے کے لیے درخت کی شاخ کے بالکل آخری اور پتلے لیکن مضبوط سرے کا انتخاب کرتے ہیں تا کہ سانپ اور دیگر پرندے گھونسلے میں داخل ہو کر ان کے انڈوں اور بچوں تک نہ پہنچ سکیں۔

اگرچہ ان پرندوں میں بُننے کی صلاحیت جبلی طور پر موجود ہوتی ہے لیکن یہ پرندے اپنے تجربے سے بھی سیکھتے ہیں۔ جب نوجوان بیا بلوغت کے بعد پہلا گھونسلا بناتا ہے تو وہ بالکل بے ڈھنگا سا ہوتا ہے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس کی گھونسلہ بنانے کی صلاحیت بہتر ہوتی جاتی ہے۔ ان پرندوں کی مادہ اسی نر بیا کو جیون ساتھی کے طور پر چنتی ہے جس کا گھونسلہ سب سے بڑا اور مضبوط ہو اور گھونسلے کے پتے ہرے ہوں۔ تقریباً نصف گھونسلہ بنانے کے بعد نر بیا اپنے گھونسلے کے پاس رہ کر مادہ بیا کو متوجہ کرنے کے لیے اپنے پروں کو مخصوص انداز میں پھڑ پھڑاتے ہیں۔ مادہ بیا متوجہ ہونے کے بعد گھونسلے کے پاس آ کر اس کا جائزہ لیتی ہے۔ اگر اسے گھونسلہ پسند آئے تو اس میں بیٹھ جاتی ہے اور نر بیا نامکمل گھونسلے کو مکمل کرنے میں لگ جاتا ہے۔ اگر کسی نر بیا کا بنایا گھونسلہ چند دن پرانا ہو جائے تو یہ پتے سوکھنے لگتے ہیں اور کوئی مادہ بیا اس گھونسلے کی جانب متوجہ نہیں ہوتی۔ اس لیے اگر کسی نر کا بنایا گھونسلہ چند دن پرانا ہو جائے اور کوئی مادہ اس پر توجہ نہ دے تو نر خود ہی اپنا گھونسلہ توڑ ڈالتا ہے اور پھر نئے سرے سے گھونسلہ بنانے لگتا ہے۔

اپنی نسل کی بقاء کے لیے بہترین گھونسلہ بنانے کے علاوہ کوئی چارہ ہی نہیں اس لیے بار بار کی اس مشقت سے نر بیا بہت جلد بہترین گھونسلہ بنانا سیکھ لیتے ہیں۔ یہ سلسلہ اگست سے مارچ تک چلتا ہے۔ بیا گھاس سے گھونسلے کو اس شاندار طریقے سے بنتے ہیں کہ یہ سو فیصد واٹر پروف ہوتا ہے اور طوفانی بارش کے پانی کا ایک قطرہ بھی گھونسلے کے اندر داخل نہیں ہوتا۔

چونکہ مادائیں صرف تازہ اور بہترین گھونسلے والے نر سے ہی جوڑا بناتی ہیں اس وجہ سے ان نروں پر بہتر گھونسلے بنانے کے لیے جنسی چناؤ کا شدید دباؤ ہوتا ہے۔ ہزاروں پشتوں سے مادائیں ایسے نر ہی چنتی آئی ہیں جو بہترین گھونسلے بناتے ہوں اس لیے ان نروں کی گھونسلہ بنانے کی صلاحیت اب اس قدر بہتر ہو چکی ہے کہ ان کے گھونسلے کو آرٹ کا ایک بہترین نمونہ کہا جا سکتا ہے۔

طلوع وغروب آفتاب

29 جنوری 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:40	18:09
مدینہ منورہ	05:44	18:05
قادیان	06:00	18:00
ربوہ	05:40	17:40
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:15	16:48